Green Island
Youth Forum
(A Project of GIT®)

بعنوانِ شہادتِ شہزادی سکینہ بنت الحسین علیہا السلام

Contact us on
0213 2253 606

امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کے ویسے تو بہت سے پہلو ہیں لیکن امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کی سب سے بڑی دلیل وہ بے گناہ بچے ہیں جو کربلا کے واقعے میں شہید ہوئے کیوں کہ دشمن کربلا کے مردوں کے بارے میں تو یہ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ انہوں نے ہم پر حملہ کیا اس لیے ہم نے ان کو شہید کیا لیکن بچوں کے بارے میں تو یہ بات کسی طرح بھی نہیں کی جا سکتی جی ہاں ! آج ہم کربلا کی ایک مظلوم ہستی کے بارے میں لکھنے جا رہے ہیں۔ جس کا نام سکینہ علیہا السلام بنت حسین علیہ السلام ہیں، جن کی والدہ ام رباب علیہا السلام تھیں اور واقعہ کربلا کے دوران آپ علیہا السلام کی عمر صرف ۴ سال تھی۔ حضرت سکینہ علیہا السلام کی عظمت کو بتانے کے لیے امام حسین علیہ السلام کے وہ کلمات کافی ہیں جو ان کی شان میں امام حسین علیہ السلام کی جانب سے منقول ہیں جیسے مثلاً تاریخ میں امام حسین علیہ السلام کے یہ اشعار مشہور ہیں:

لعمرك إنني لأحب دارا تكون بها سكينة و الرباب

أحبهما و أبذل جل مالي وليس لعاتب عندي عتاب

ترجمہ: خدا کی قسم میں اس گھر سے محبت کرتا ہوں جس میں سکینہ علیہا السلام اور ام رباب علیہا السلام رہتی ہوں، میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان پر اپنا بہت مال خرچ کروں گا اور میرے اس کام پر کسی کو مذمت کرنے کا حق نہیں ہے۔[1]

مندرجہ بالا اشعار سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو بی بی سکینہ علیہا السلام سے کتنی محبت تھی، جس کا اظہار آپ علیہ السلام نے ان اشعار کی شکل میں کیا ہے۔ اس گہرے قلبی تعلق کا اندازہ اس گفتگو سے بھی ہوتی ہے جو عاشور کے دن آخری وداع کے موقع پر امام حسین علیہ السلام اور بی بی سکینہ علیہا السلام کے درمیان پیش آئی ہے، چنانچہ جب امام حسین علیہ السلام آخری وداع کے لیے آئے تو یوں فرمایا:

يَا سُكَيْنَةُ يَا فَاطِمَةُ يَا زَيْنَبُ يَا أُمَّ كُلْثُومٍ عَلَيْكُنَّ مِنِّي السَّلَامُ فَنَادَتْهُ سُكَيْنَةُ يَا أَبَهْ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ (ع) فَقَالَ كَيْفَ لَا يَسْتَسْلِمُ مَنْ لَا نَاصِرَ لَهُ وَ لَا مُعِينَ فَقَالَتْ يَا أَبَهْ رُدَّنَا إِلَى حَرَمِ جَدِّنَا فَقَالَ هَيْهَاتَ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ فتصارخن النساء فسكتهن الحسين وحمل على القوم۔[2]

---

[1]. بحار الأنوار، ج ۴۵، ص: ۴۷.

[2]. بحار الأنوار، ج ۴۵، ص: ۴۷.

ترجمہ: اے سکینہ علیہاؑ، زینب علیہاؑ اور اے ام کلثوم علیہاؑ! آپ سب پر میرا آخری سلام ہو۔ اس وقت حضرت سکینہ علیہاؑ نے آواز دی بابا جان کیا مرنے کی تیاری ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص کیسے تیار نہ ہو جس کا نہ کوئی ناصر ہے اور نہ مددگار۔ بی بی علیہاؑ نے کہا بابا پھر ہمیں نانا کے مدینے تک پہنچا دے تو امام علیہ السلام نے جواب دیا اگر قطا نامی پرندے کو چھوڑ دیا جائے تو سو جاتا (کنایہ تھا کہ یہ میرے قتل کے درپے ہیں) تب بیبیوں نے آہ و بکا کیا، امام علیہ السلام ان سے رخصت ہو کر مقتل کی طرف نکلے۔

سیطول بعدی یا سکینہ فاعلمی منك البکاء اذ الحمام دھانی لا تحرقی قلبی بدمعك حسرہ مادام منی الروح فسی جثمانی فاذا قتلت فانت اولی بالذی تاتینہ یا خیرہ النسوان۔

ترجمہ: جب امام علیہ السلام نے آکر وداع کیا تو جناب سکینہ علیہاؑ نے گریہ کیا ایسے میں آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے سکینہ علیہاؑ جب تک میرے جسم میں جان ہے تب تک

گریہ نہ کرو کیونکہ تیرا گریہ میرا دل جلا دیتا ہے اور جب میں شہید ہو جاؤں تو پھر آپ علیہا السلام کو رونا ہی پڑے گا اے عورتوں میں بہترین عورت۔[1]

ننھی سکینہ علیہا السلام اپنی اس کم سنی کے باوجود کربلا سے شام تک کے تمام مصائب سہتی رہی یہاں تک کے شام کے زندان میں بھی کئی واقعات آپ علیہا السلام سے منسوب ہیں جن میں سے ایک واقعہ یہ ہے:

زندان شام کا چوتھا دن تھا جس میں میں نے ایک طولانی خواب دیکھا، جس کے آخر میں ایک خاتون کو دیکھا جو محمل میں سوار تھیں اور ان کا ہاتھ سر پر تھا میں نے پوچھا یہ کون ہیں کہا گیا یہ آپ علیہا السلام کی دادی فاطمہ علیہا السلام بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، میں نے کہا خدا کی قسم میں جب تک اپنی مظلومیت کی داستان ان کو نہ بتاؤں گی دستبردار نہیں ہوں گی۔ پھر میں ان کی خدمت میں پہنچی اور کہا دادی اماں! خدا کی قسم ہمارے حق کا انکار کیا گیا، ہمارا خون بہایا گیا اور ہماری بے حرمتی کی گئی۔ اے اماں! ہمارے بابا حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا، تب جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: سکینہ علیہا السلام اب بس کرو میرا دل پھٹا جا رہا ہے، یہ

---

[1] مقتل الحسین مقرم ص۳۳۸.

تیرے بابا حسین علیہ السلام کی خون آلود قمیص ہے جس کو روز قیامت تک میں اپنے ہمراہ رکھوں گی۔[1]

مقتل میں لکھا ہے کہ جب ۱۱ محرم ۶۱ ہجری کو آلِ اطہار کو پابندِ سلاسل کر بازاروں سے گزارا گیا تو اس معصومہ کو سب سے زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام اور پھر زندانِ شام جو کہ اس ننھی شہزادی کی آخری آرامگاہ بن گئی۔۔۔۔

ایک رات اس نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، جب بیدار ہوئی تو بہت زیادہ روئی اور یہ کہنے لگی: میرے باپ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو مجھے لا کر دو! اہلبیت علیہم السلام نے جتنی کوشش کی وہ چپ نہیں ہوئی بلکہ وہ مسلسل روتی رہی اور ان کے رونے کی وجہ سے تمام اہلبیت علیہم السلام کے غم اندوہ تازہ ہوگئے اور وہ سب بھی رونے لگے، اپنے چہروں پر ماتم اور سروں پر مٹی ڈالے لگے۔

1. اللھوف علی قتلی الطفوف، ص:۱۸۹۔

ہر طرف سے گریہ و نالہ اور آہ و فغان کی آواز بلند ہوئی، یزید نے ان کے رونے کی آواز کو سنا تو کہنے لگا: کیا ہوا ہے؟ اسے کہا گیا کہ امام حسین علیہ السلام کی چھوٹی بچی نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا ہے اور اب نیند سے اٹھ کر ان کو یاد کر رہی ہے اور گریہ و زاری کر رہی ہے، یزید نے کہا: اس کے باپ کے سر کو اس کے لئے لے جاؤ اور اس کے پاس رکھ دو تا کہ اسے آرام ملے! سر مقدس کو ایک طبق میں رکھ کر ڈھانپا ہوا ان کے پاس لایا گیا۔

انہوں نے جب طبق کو دیکھا (تو یہ سوچا کہ ان کے لئے کوئی کھانا لایا گیا ہے) تو بولی: مجھے میرے باپ کا سر چاہئے۔۔۔ مجھے وہ لا کر دو، مجھے کھانا نہیں چاہئے! تو زندان بان بولا: تمہارے باپ کا سر اس میں ہے اور پھر ڈھانپے ہوئے کپڑے کو اٹھایا تو ایک سر کو دیکھا تو بی بی علیہا السلام بولی: یہ کس کا سر ہے؟ کہا گیا یہ تمہارے باپ کا سر ہے، تو آپ علیہا السلام نے اس وقت سر کو اٹھایا اور اپنے سینہ سے لگایا اور بولنے لگی: میرا بابا! کس نے تمہارے سر کو خون سے خضاب کیا ہے؟ بابا! کس نے آپ علیہ السلام کی رگوں کو کاٹا ہے؟ میرے بابا! کس نے مجھے اس چھوٹی عمر میں یتیم کیا ہے؟! اس کے بعد اپنے لبوں کو باپ علیہ السلام کے لبوں پر رکھ کر رونے لگی کہ اسی حالت میں بیہوش ہو گئی، جب انہیں ہلایا گیا تو معلوم ہوا

کہ تسلیم خالق کائنات ہوگئی، اس وقت ہر طرف سے اہلبیت علیہم السلام کے رونے کی آواز بلند ہوئی...[1]

یوں امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت کی یہ ابدی دلیل، اپنے بابا کے فراق کی تاب نہ لاتے شام کے زندان میں شہید ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

خداوند متعال ہم سب کو اس مظلوم بی بی علیہاالسلام کی زیارت نصیب فرمائے۔

آمین

مقالہ نویس: شیخ غلام مہدی حکیمی

[1]. الایقاد، ص۱۷۹؛ معالی السبطین، ج۲، ص۱۷۰.